شہید ملّت کی یادیں!

تحریر!
جناب مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی

موصوف ایک نوجوان ممتاز عالم، مفکر و ادیب کی حیثیت سے معروف تھے پندرہ بیس برس سے مجھے ان کا تعارف حاصل ہے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی طرف سے جس سال ایشیائی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی تھی علامہ صاحب اس کانفرنس میں لاہور سے تشریف لائے تھے وہ میری ملاقات کے لئے میرے کمرہ میں مجھ سے ملنے آئے۔ سوءِ اتفاق میں موجود نہ تھا۔ اور مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی اس کے دوسرے سال جب رابطہ عالم اسلامی کا اجلاس موسم حج میں ہوا اور ہم لوگوں کے لئے حج کا انتظام خود رابطہ نے بڑے اہتمام سے کیا جب ہم لوگ واپس ہو کر مزدلفہ پہنچے تو علامہ احسان الٰہی ظہیر سے مزدلفہ کے میدان میں عشاء کے بعد ملاقات ہوئی۔

اس کے بعد دوسری تفصیلی ملاقات دوسرے سال کے سفر پہ رابطہ کے مہمان خانہ منیٰ میں ہوئی اس وقت آپ نے بتایا کہ جب میں مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو اس زمانہ میں پاکستان میں فتنۂ قادیانیت کا بڑا زور تھا۔ اسی ماحول سے متاثر ہو کر میں نے القادیانیہ ایک کتاب لکھی تھی اور اس میں ختم نبوت کے قطعی دلائل اور براہین میں نے کتاب و سنت سے پیش کیئے تھے میں جب یہ کتاب مدینہ منورہ میں لکھ رہا تھا اور اس کا تتمہ شب قدر کی ستائیسویں رات کو میز کرسی پہ بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ مجھے سحری کے وقت نیند آگئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ اور شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ آپ کے دائیں بائیں بیٹھے ہیں۔ لوگ جوق در جوق سلام و مصافحہ کے لئے حاضر ہو رہے ہیں میں بھی سراپا شوق ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا۔ دیدار و زیارت تو ہو گئی۔ اتنے میں میری اہلیہ محترمہ نے مجھے جگا دیا کہ سحری کھا لیجئے۔ میں نے کہا کہ تم نے مجھے ناحق جگا دیا ایک بڑا اچھا خواب دیکھ رہا تھا پھر سارا خواب بیوی سے بیان کیا تو انہوں نے کہا مبارک ہو تمہاری کتاب بارگاہ نبوت میں مقبول ہو گئی۔ علامہ مرحوم کا بیان ہے کہ جب میں صبح آٹھ بجے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھنے گیا اس وقت

شیخ عبدالعزیز بن باز جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر تھے ان سے میں نے اپنا پورا خواب پچھلے پہر کا دیکھا ہوا بیان کیا تو شیخ ابن باز فرطِ مسرت سے اٹھ پڑے اور گلے لگا لیا اور کہا کہ مبروک مبروک یعنی تمہارا خواب بڑا مبارک ہے تمہاری کتاب القادیانیہ کے مقبول ہونے کی یہ ایک بڑی دلیل ہے

ایک اور مبارک واقعہ علامہ مرحوم جس طرح علم و فضل میں ممتاز عالم تھے اسی طرح بفضل خدا حافظ قرآن بھی تھے۔ انہوں نے اپنا ایک دردناک و بصیرت افروز واقعہ مجھ سے بیان فرمایا کہ جن دنوں فتنہ قادیانیت زوروں پہ تھا ان ایام میں میرا شہب قلم بھی اس فتنہ کی تردید میں رواں دواں تھا الاعتصام لاہور میں میرے مضامین ایک سے بڑھ کر ایک شائع ہو رہے تھے حکومت وقت کو میرے مضامین ناگوار گزرے تو انہوں نے ایک الزام لگا کر مجھے جیل کی سلاخوں میں بند کر دیا۔ وہ کہتے تھے کہ جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کی بڑی سے بڑی ملازمت کی پیشکش سے انکار کر دیا اور اپنی مادر وطن پاکستان میں دینی خدمت کرنے کی آرزو لے کر آیا اور الاعتصام کی ادارت سنبھالی اور اس میں زوردار مضامین لکھنے اور حمایت حق کے سبب مجھے جیل میں جانا پڑا اور معاشی طور پر بھی پریشانی ہوئی۔ تو ایک روز ختم قرآن کر کے جب میں سو گیا تو صبح کے وقت بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے چھوٹے بھائی فضل الٰہی رہائی کا پروانہ لیکر جیلر کے پاس پہنچے اور جیلر صاحب نے آکر مجھ کو رہائی کی خبر دی اور جیل سے باہر کیا باہر سینکڑوں آدمی زندہ باد و مبارکباد کہنے کے لئے موجود تھے۔ جب میری کار آگے بڑھی تو مجھ کو میرے چھوٹے بھائی فضل الٰہی نے ایک لفافہ دیا جو جلالۃ الملک فیصل کی طرف سے ریاض سے آیا تھا اس میں فیصل شہیدؒ نے لکھا تھا کہ مجھ کو خوشی ہے کہ تم ہمارے ادارے میں پڑھے ہوئے قابل قدر طلبہ میں سے ہو۔ تمہیں خداداد صلاحیت ملی ہے تم نے جو کتاب "القادیانیہ" لکھی ہے اس کے بارے میں یوگنڈا کے سفیر نے مجھکو لکھا ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر سینکڑوں قادیانی قادیانیت سے تائب ہو کر پکے محمدی بن گئے اور اس کتاب کے سینکڑوں نسخوں کو مزید طلب کیا ہے اس کے لئے ایک لاکھ کا ڈرافٹ روانہ ہے تم اس سے ساٹھ ہزار نسخے طبع کرا کے ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کو یوگنڈا روانہ کر دیں گے علامہ احسان الٰہی ظہیر کہتے تھے کہ

ہم نے رات جب قرآن شریف ختم کر کے دعا کی تھی پھر یہ دعا کتنی جلد مقبول ہوئی فوراً بارگاہ الہٰی کی مشیت سے جیل سے نجات ملی اور میرے معاشں کا بھی پردۂ غیب سے انتظام ہو گیا۔ علامہ مرحوم یہ بھی فرماتے تھے کہ اس کتاب کے ساٹھ ہزار نسخے چھپوا کر بھیج دیئے اور ہمیں کافی مالی منفعت بھی حاصل ہوئی۔

علامہ احسان الہٰی ظہیر یہ بھی کہتے تھے کہ خدا کا فضل وانعام رہا کہ شاہ فیصل شہید سے میری ملاقات ہوتی رہی اور وہ بھی اپنی قیمتی مشوروں اور نصائح سے مجھ کو نوازا کرتے تھے

علامہ مرحوم پر مشائخ عرب میں سب سے زیادہ مہربان میرے علم ودانش میں شیخ ابن باز حفظہ اللہ تھے جو علامہ کے نشاطات اور پاکستان میں ان کی بے باک دعوت حق سے بہت زیادہ خوش اور مطمئن تھے ان کو پاکستان میں اسلام کی قوت اور حرکت سے تعبیر کرتے تھے ان کے روابط بہت سارے اہل علم واہل فضل اور عرب کے مشائخ سے قائم تھے اسی طرح خادم الحرمین شریفین فہد المعظم سے بھی گہرے تعلقات تھے انہیں غالب، اقبال اور حافظ شیرازی وغیرہ کے بہت سے اشعار ازبر تھے۔

کبھی کبھی کوئی شعر سناتے تھے تو اس بحر کے سارے اشعار سنا ڈالتے تھے مرحوم کی بہت سی باتیں۔ اور بہت سی یادیں ابھی باقی ہیں ع خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے اور جماعت وملت کے لئے ان کا بدل بلکہ نعم البدل عطاء کرے آمین ثم آمین۔

؎ آسماں انکی لحد پہ شبنم افشانی کرے	سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ	آہ! شہید ملت

نشانِ مردِ مومن باتو گویم	چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست

علامہ صاحب کو رب ارض وسمانے آپ کی دعا کے نتیجے میں خاکِ حرم نبوی اور شہادت کی موت نصیب فرمائی۔ خادم الحرمین شاہ فہد کی دعوت پر علاج کی غرض سے آپ سرزمین حجاز میں تشریف لے گئے۔ اور وہیں پہ عالمِ فنا کو خیرباد کہہ دیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۝

علامہ احسان الٰہی ظہیر

تحریر
جناب علیم ناصری مدیر اعلیٰ "الاعتصام"

سوئے گردوں رفت ازاں راہے کہ پیغمبر گزشت

خطیب خوش نوا، مقرر شعلہ بیان علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی ۳۰ اپریل کی سحر کی نمود سے پہلے ریاض (سعودی عرب) ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو رات گئے قلعہ لچھمن سنگھ میں سیرت النبیؐ کے جلسے میں بم کا دھماکہ عین علامہ مرحوم کی تقریر کے دوران ہوا جس سے بہت سے سلفی علماء اور کارکن شہید اور زخمی ہوئے علامہ صاحب شدید زخمی ہوئے اور ۲۹ مارچ تک میو ہسپتال کے انتہائی احتیاط کے کمرے میں زیر علاج رہے ان کی بائیں ٹانگ اور بایاں بازو شدید زخمی تھا جسم کے دیگر حصے بھی متاثر تھے ادھر بم زہر آلود تھا جس نے پورے بدن کو مفلوج کر رکھا تھا روز بروز ان کے متعلق تشویشناک اطلاعات ملتی رہیں ان کی صحت یابی کے لئے پورے عالم اسلام میں دعاؤں کے لئے ہاتھ بلند رہے پاکستان بھر کی اہلحدیث مساجد میں پنجگانہ نمازوں کے دوران آہوں اور سسکیوں سے بھرپور دعائیں جاری رہیں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد نے بھی علامہ صاحب کے سعودی عرب میں علاج کی پیشکش کی۔ میو ہسپتال کی انتظامیہ نے جب علامہ صاحب کی تشویشناک حالت کو محسوس کیا تو ایک آخری تدبیر کے طور پر انہیں سعودی عرب (ریاض ہسپتال) منتقل کر دیا وہاں بلاتاخیر ان کے زخموں کے اندمال کی بشری تدابیر روبہ عمل لائی گئیں مگر بقولے ؎

تدبیر کند بندہ   تقدیر کند خندہ

ان کی اجل کا معین وقت آپہنچا تھا۔ ریاض میں انہوں نے عالم فنا میں اپنی حیات مستعار کے چوبیس گھنٹے گزارے اور ۳۰ اپریل بروز پیر (یوم وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم) عالم بقا میں پہنچ کر صبح کی۔ — كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

مسجد چینیانوالی (لاہور) کے منبر سے قال اللہ قال الرسول کے لولوئے لالا بکھیرنے والی زبان رک گئی۔ سیرت النبیؐ کی کانفرنسوں میں کتاب و سنت کے لعل و جواہر لٹانے والی نطق و نوا ساکت ہو گئی۔ سیاسی میدانوں میں گونجنے گرجنے والا شہسوار اپنے مرکب سے

اٹھ گیا - ملک اور بیرون ملک گونجنے والی آواز یکایک خاموش ہو گئی گلستانِ توحید کا بلبل ہزار داستان چہکتا چہکتا ہمیشہ کے لیئے چپ ہو گیا ہمارے اردگرد اس سانحے نے ہُو کا عالم پیدا کر دیاہے دلوں اور ذہنوں کے آفاق میں ایک سناٹا چھا گیا ہے ؎

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا کہیئے
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

علامہ مرحوم کے اٹھ جانے سے جماعت اہلحدیث خلا میں معلق ہو کر رہ گئی ہے ۔ قلم و قرطاس کی محفل سونی ہو گئی نطق و نوا کی بساط الٹ گئی رزم سیاست کا ہنگامہ تھم گیا خاندان کا چمکتا دمکتا آفتاب عین نصف النہار پہ غروب ہو گیا والدین کی ضعیفی کا سہارا اور بیوی بچوں کا شفقت و محبت کا سائبان سروں سے ہٹ گیا قافلۂ حق کا گرز باطل شکن ٹوٹ گیا ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے ؟

مگر یہ قدرت کردگار کا فیصلہ ازلی تھا جو پورا ہوا اس میں کسی کو مجال سخن نہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کیوں ہوا - اسے ہونا تھا ۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ اب ہمیں اس سانحہ کو برداشت کرنا پڑا ہے اور رضا بقضا کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا - ہمارے امام اوّلین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی سکھایا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے علامہ مرحوم کی حسنات کو شرف قبولیت بخشے اور بشری لغزشوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے انہیں فردوس بریں میں شہداء و صالحین کی مصاحبت نصیب فرمائے ۔

علامہؒ کے جسدِ خاکی کا جوارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آسودۂ خاک ہونا مقدر تھا اور یہ بہت بڑی سعادت ہے جس کے اسباب خود مسبب الاسباب نے مہیا فرمائے ۔ معالج تو انہیں زندگی کی طلب میں بہتر علاج گاہ کی طرف لے جا رہے تھے جبکہ مشیت ایزدی انہیں مرحوم کی ابدی آرام گاہ کی طرف رہنمائی کر رہی تھی ۔ یہ فیصلے گھروں کے دیوان خانوں ، ہسپتالوں کے وارڈوں یا حکومت کے ایوانوں میں نہیں عرش بریں پہ ہوتے ہیں ۔ لَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ

یوں بھی علامہ مرحوم نے بقولِ اقبال یہ تمنا کی تھی ع

میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں

اس لئے ع پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا !!